نذر کا معنی و مفہوم

اور اس سے متعلق مسائل

از رشحاتِ قلم ۔ حضرت علامہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب مجدد گولڑوی رح

بداں کہ لفظِ نذر را دو معنی است شرعی و عرفی نذر شرعی کہ واجب الاداست واجب گردانیدن مومن است طاعت مقصود را بالذات غیر واجبہ را بر خود کہ از جنس او عبادات در شرع شریف مشروع باشند پس نظر بقیودِ مذکورہ نذر معصیت و نذر بہ نماز ظہر مثلاً و نذر بوضو و نذر بعیادت مرضی واجب الادا نخواہند بود و نذر بہمیں معنی شرعی عبادت است و مخصوص است بحق سبحانہ و تعالیٰ۔ و عرفی رسانیدن شخص ادنیٰ است چیزے را بخدمت اعلیٰ کہ در فارسی تعبیر کردہ شود بہ لفظِ نیاز و ہمیں است مراد عوام از لفظِ نذر کہ مے گویند۔ بشرط بر آمد کار ایں قدر نذر حضرت غوثِ اعظم قدس سرہ خواہم داد۔ چہ معنی شرعی اصلاً در ذہنِ اوشان حاصل نہ شدہ۔ فکیف یریدون ما لیس بحاصل فی اذہانہم حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ مرحوم مے فرماید یعنی ایں نذر آن است کہ اہدائے ثواب طعام و انفاق و بذل مال بروحِ میت کہ امریست مسنون و از روئے احادیث صحیحہ ثابت است مثل ما ورد فی الصحیحین من حال ام سعد وغیرہا ایں نذر مستلزم مے شود پس حاصلِ ایں نذر آن است کہ مثلاً اہدائے ثواب ہذا الطعام الیٰ روحِ فلان و ذکرِ ولی برائے تعیین محل منذور است نہ برائے مصرف و مصرفِ ایں نذر نزدِ ایشان متوسلان آں ولی مے باشند از اقارب و خدمہ و ہم طریقان و امثال ذٰلک و ہمین است مقصود نذر کنندگان بلاشبہ و حکمہ انہ صحیح یجب الوفاء بہ لانہ قربتہ معتبرۃ فی الشرع آرے اگر آں ولی را حلالِ مشکلات بالاستقلال یا شفیع غالب اعتقاد مے کنند ایں عقیدہ او منجر بشرک و فساد مے گردد۔ لیکن ایں عقیدہ چیزے دیگر است و نذر چیزے

جاننا چاہیئے کہ لفظ نذر کے دو معنی ہیں شرعی و عرفی۔ نذر شرعی جو واجب الادا ہے اُس کا معنے شرح شریعت میں یہ ہے مومن کا طاعت مقصود بالذات کو اپنے آپ پر واجب کرنا وہ طاعت خود پہلے قبل از نذر واجب نہ ہو مگر اس عبادت کے جنس سے دوسرے عبادات مشروع ہوں۔ ان قیود سے حسب ذیل اشیا نذر کی تعریف سے خارج ہوگئیں۔ (۱) نذرِ معصیت یہ خارج ہوئی قیدِ طاعت سے (۲) نذرِ نمازِ ظہر یہ خارج ہوئی قید خود واجب نہ ہونے سے۔ (۳) نذرِ وضو یہ خارج ہوئی قید مقصود بالذات سے اس واسطے کہ وضو مقصود بالذات نہیں بلکہ وضو سے مقصود نماز ہے۔ (۴) نذر عیادت مریض کیونکہ عیادت سنت ہے واجب نہیں۔ اور نذر اسی معنے شرعی کی رو سے عبادت ہے اور خاص ہے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے لیے (اور غیر کی نذر اسی معنی کی رو سے شرک ہے اور حرام)

(۲) نذرِ عرفی۔ اس کو فارسی میں نیاز کہتے ہیں۔ اور یہ عبارت ہے اس سے کہ کوئی ادنیٰ شخص کسی اعلیٰ شخص کی خدمت میں کوئی شے پہنچائے۔ اور عوام مسلمین جب یہ کہا کرتے ہیں کہ اگر میرا کام ہو گیا تو اس قدر نذر حضرت غوثِ اعظم قدس سرہٗ کی دوں گا۔ تو ان کی مراد معنے عرفی ہوا کرتے ہیں، اور معنی شرعی ان کی مراد نہیں ہوا کرتے اس واسطے کہ معنی شرعی ہرگز ان کے ذہن میں حاصل نہیں ہوتے اور جو چیز ان کے ذہن میں نہیں کس طرح اس کو مراد لے سکتے ہیں حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ مرحوم فرماتے ہیں۔ اس نذر عرفی کے یہی معنے ہیں اور یہی اس کی حقیقت ہے کہ میت کی روح کو طعام کا ثواب ہدیہ کیا جائے یا مال کے خرچ کرنے کا ثواب اس میت کے روح کو پہنچایا جائے اور یہ امر مسنون اور احادیث صحیحہ

دیگر. انتہی - فتاوی عزیزی۔

ازیں جا دانستی کہ حُرمت اشیاء منقولہ بسُوئے قبورِ اہل اللہ بحسب تصریحات فقہاء مقید است۔ بآں کہ اہلِ قبور را بنفوسِ نفیسہ اوشاں مصرف قرار دہد چہ دریں صُورت بوجہ اسراف بُودن او حرام خواہد بود بخلاف آں صُورت کہ متوسلانِ اہلِ قبور را مصرف گرداند۔ فما قال صاحب بحر الرائق فما یؤخذ من الدراھم والشمع والزیت وغیرھما وینقل الی ضرائح الاولیاء تقربًا الیھم فحرام باجماع المسلمین محمول علی ما ذکرنا در فوائدِ بُرہانیہ مے نویسد۔ حاجی محمد رفیع الدین خان مُراد آبادی قدس سرہٗ بر بعض مقام بر ترجمہ بدور سافرہ مصنفہ جلال الدین سیوطی برد اللہ مضجعہ نوشتہ اند نذرِ بزرگان کہ برائے قضاء حوائج معمُول و مرسُوم است حقیقتِ آں نذر آں است کہ اہدائے ثوابِ طعام و بذلِ مال بروحِ میّت کہ امریست مسنُون از رُوئے احادیثِ صحیحہ ثابت مثل آں چہ در بُخاری و مُسلم از حال اُمِ سعد و غیرِ آں انتہٰے موضع الحاجۃ۔

سے ثابت ہے جیسا کہ بُخاری اَور مُسلم میں جو اُمِ سعد کا حال مروی ہے وُہ اِس نذر کو مستلزم ہے پس حاصل اِس نذر کا یہ ہے کہ فلاں بزرگ کی رُوح کو اِس قدر ثواب ہدیہ کرتا ہُوں۔ اَور ولی بزرگ کا نام اِس واسطے لیا جاتا ہے کہ محل منذوُر کی تعیین ہو جائے نہ اِس واسطے کہ وُہ ولی مصرف ہے طعام یا مال کا بلکہ مصرف اس طعام یا مال کا اس ولی کے اقرباء اَور خادم و ہم طریقت ہوتے ہیں اَور اس کے لمثال اَور یہی مقصُود نذر کرنے والوں کا ہوتا ہے بِلا شُبہ اَور حُکم اس کا یہ ہے کہ یہ نذر صحیح ہے اَور اس کی وفاء واجب ہے۔ اِس لیے کہ یہ قربت شرع میں معتبر ہے۔ ہاں اگر ولی کو حل کرنے والا مشکلات کا مستقل طور پر یا شفیع غالب اِعتقاد کرے تو یہ عقیدہ اس کو شِرک و فساد کی طرف کھینچ لے جائے گا۔ لیکن یہ عقیدہ الگ چیز ہے اَور نذر الگ چیز۔ (فتاوی عزیزی)

یہاں سے یہ معلُوم ہو گیا کہ جو اشیاء اہل اللہ کے مزارات پر لوگ لے جایا کرتے ہیں اُن کی حُرمت فقہاء نے اِس صُورت کے ساتھ مقید کی ہے کہ وُہ اہل اللہ خود بنفوسِ نفیسہ ان اشیاء کا مصرف قرار دیئے جائیں۔ اِس لیے کہ اِس صُورت میں اِن اشیاء کا وہاں لے جانا بوجہ اسراف ہونے کے حرام ہو گا۔ مگر جب مصرف وُہ اہل اللہ خود بنفوسِ نفیسہ نہ ہوں بلکہ ان کے اقارب اَور خادم اَور ہم طریقت اَور متوسلین اہلِ قبور ہوں تو بوجہ اسراف نہ ہونے کے حُرمت نہ ہو گی۔ اِس لیے کہ حُرمت کی عِلت اسراف تھا جب عِلت نہ رہی معلول بھی نہ رہا۔ بحر الرائق میں جو یہ کہا گیا ہے کہ اَولیاء کی قبور پر جو دراہم اَور موم بتی اَور تیل دیا جاتا ہے کہ ان کا تقرب حاصل کریں یہ حرام ہیں باجماع المسلمین تو اس کا مطلب بھی یہی ہے جو پہلے بیان ہُوا۔ فوائدِ بُرہانیہ میں حاجی محمد رفیع الدین خان مراد آبادی قدس سرہٗ بدور سافرہ مصنفہ جلال الدین سیوُطی برد اللہ مضجعہ کے ترجمہ میں ایک جگہ فرماتے ہیں نذرِ بزرگان جو حاجات کے لیے معمول ہے اَور اس کا دستور ہے۔ اس نذر کا معنے اَور حقیقت اِسی قدر ہے کہ میّت کے رُوح کو طعام کا ثواب ہدیہ کیا جائے اَور مال کے خرچ کرنے کا ثواب پہنچایا جائے یہ امر مسنون ہے اَور احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے جیسا کہ بُخاری اَور مُسلم میں

اُمّ سعد وغیرہ کا حال مروی ہے۔

دہم در فوائد بُرہانیہ آمدہ مسئلہ۔ اگر مالِ منذور بنام احیاء مستحقین مقرر کُند مُراد آنست کہ نذر برائے خدائے تعالیٰ است و ثواب بناذر و ذکر فقراء منذور لہم بیان مصرف اوست قال النبی علیہ السلام الصدقۃ تقع فی کف الرحمٰن و آں چہ در بعضے کتب است کہ نذر الاولیاء حرام مُراد آنست کہ نذرے کہ عبادت است بالخصوص حقیقتِ انتساب او بسمت اولیاء نباید کرد نہ آں کہ ایصالِ ثواب ہم باین ہا و بدیگر اموات ممنوع باشد۔ مسئلہ۔ مال منذور بفقراء ذمیان دادن ہم روا است خلافاً للزکوٰۃ۔

فوائد بُرہانیہ میں آیا ہے۔ مسئلہ۔ اگر نذر کا مال زندہ مستحقین کے نام مقرر کرے تو مُراد یہ ہے کہ نذر اللہ تعالیٰ کی ہے اَور ثواب ناذر کے نام ہے اَور جن زندہ فقراء کے نام مال مقرر کیا ہے وُہ مصرف ہیں جیسا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ خیرات پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں جاتی ہے۔ اَور بعض کتابوں میں جو لکھا ہے کہ اولیاء کی نذر حرام ہے۔ مُراد اس سے وُہ نذر ہے جو عبادت ہے اَور مخصوص بجناب باری تعالیٰ ہے درحقیقت اس کا انتساب اَولیاء اللہ کی طرف نہ کرنا چاہیئے۔ اَور یہ مُراد نہیں کہ مالِ منذور کا ثواب اَولیاء اللہ اَور دُوسرے مردوں کو ممنوع ہے۔ مسئلہ۔ مالِ منذور کا ذِمّی یعنی مسلمان مُلک کی کافر رعیّت کو جو مسکین ہوں دینا بھی جائز ہے۔ ہاں زکوٰۃ کا مال ذِمّی فقیر کو دینا جائز نہیں۔

سوال۔ اگر گفتہ شود کہ یکے از عامیان نذر بنام بزرگے معین کند باین خیال کہ طعام منذور تقسیم مسلماناں خواہم کرد و تصور او تعالیٰ ہرگز در دلش نمے گذرد کہ ثوابِ این عمل را کہ از جنابِ الٰہی ست بر این بزرگ خواہد رسید حکم او بنیہ دبین اللہ چیست۔ و حکمِ آں طعام چہ خواہد شد۔

سوال۔ اگر کہا جائے کہ ایک عامی مسلمان نذر کسی بزرگ کے نام مقرر کرتا ہے اِس خیال سے کہ طعام نذر شدہ مسلمانوں میں تقسیم کروں گا اَور اللہ تعالیٰ کا تصور اُس نذر ماننے کے وقت اُس کے دِل میں نہیں گذرتا کہ اِس عمل کا ثواب جو اللہ تعالیٰ کی جناب سے مِلا کرتا ہے اُس بزرگ کو پہنچے گا تو یہ نذر اللہ تعالیٰ کے نزدیک جائز ہے اَور اللہ تعالیٰ ثواب اس نذر کا دیں گے یا نہیں اَور اس طعام کا کیا حکم ہے؟

جواب۔ گویم دریں صورت نذر مذکور نادرواند کفر کما مر مگر تناول آں چیز جائز کما سیجئ بیانہ مفصلاً غالب کہ بنا بریں مولوی محمد مبین لکھنوی طاب ثراہ خوردن گوسفند شیخ سدو کہ بنا بر آں عوام الناس نذر مقرر مے کنند بشرطیکہ ذبح بنام خدائے تعالیٰ شدہ جائز نوشتہ اند و نذر را ناجائز انتہیٰ۔

جواب۔ ہم کہتے ہیں کہ اِس صُورت میں نذر ناجائز ہے۔ اَور اِس نذر کا کوئی ثواب نہ ہوگا۔ مگر اس نذر کو اِس حالت میں بھی کُفر نہ کہا جائے گا۔ ہاں اس چیز کا کھانا ممنوع نہیں ہوگا جیسا کہ اِس کا بیان مفصل آئے گا۔ غالباً اسی بناء پر مولوی محمد مبین لکھنوی طاب ثراہ نے شیخ سدو کے بکرے کا کھانا جو عوام النّاس شیخ سدو کے نام نذر کرتے ہیں جائز لکھا ہے بشرطیکہ ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کیا گیا ہو اَور نذر کو ناجائز لکھا ہے۔ انتہیٰ

درہماں فوائد بُرہانیہ مسطور است۔ مسئلہ۔ چیز نذر را ناذر و عیالِ او نخورند۔ ہر قدر کہ خواہند خورد از عہدہ آں بری الذمہ اناں نذر نتوانند شد۔ کذا فی السراج المنیر۔ نقلاً عن الکتب الاُخر دریں صورت مناسب

نیز فوائد بُرہانیہ میں لکھا ہے۔ مسئلہ۔ جو چیز نذر کی جائے اُس چیز کو نذر کرنے والا اَور اس کے اہل و عیال نہیں کھا سکتے۔ اَور اگر ناذر اَور اس کے اہل و عیال نے کھا لیا تو جس قدر کھایا ہے اس سے

آں است کہ طعام و حلوہ زائد از مقدار نذر بہم رساند تا ہر قدرے کہ ناذر و عیالش خواہند خورند فاضل از نذر خواہد شد۔

بری الذمہ نہ ہوں گے بلکہ اس قدر نذر پھر ادا کرنی پڑے گی۔ کذا فی السراج المنیر۔ نقلاً عن الکتب الاخر اس صورت میں مناسب یہ ہے کہ طعام اور حلوہ نذر کی مقدار سے زائد مہیا کریں اور نذر سے جس قدر زائد طعام یا حلوا ہو اس کو ناذر اور اس کے اہل و عیال کھائیں۔

مسئلہ۔ نذر باغنیاء نہ دہد کہ حق فقراست فی جامع البرکات للشیخ عبدالحق الدہلوی قدس سرہ مدار بر نیت است پس آنچہ برائے اہل و عیال میت پزند مخصوص بایشاں دارند غیر ایشاں را مباح نہ باشد۔ آں چہ بر نیت تصدق بر فقراء نہ باشد ہدیہ مر اغنیاء را آں چہ بر نیت ضیافت مسلمین پزند خوردن او غنی و فقیر را رواست چنانچہ در اعراس مشائخ ہند۔ **مسئلہ**۔ اگر کسے بہ نیت خود نذر مقرر نہ کردہ است اما تبرعاً برائے فاتحہ میت ماکولات بہم رسانیدہ پس ہر قدر کہ خود مع عیال خورد ثوابش بمیت نخواہد رسید گر مواخذہ آں بذمہ آں کس نیست و دادن آں باغنیاء ہم جائز۔

مسئلہ۔ نذر کا دولتمند اور غنی کو دینا ناجائز ہے۔ اس لیے کہ نذر کا مال فقراء کا حق ہے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی جامع البرکات میں تحریر فرماتے ہیں نیت پر مدار ہے پس جو کچھ میت کے اہل و عیال کے لیے پکایا جائے وہ ان کے لیے خاص کھانا ہے ان کے اغیار کے لیے جائز نہیں۔ اور جو چیز اس نیت سے پکائی جائے کہ میت کی طرف سے خیرات ہوگی مساکین کے لیے مساکین کو دی جائے۔ اور جو چیز خیرات اور تصدق فقراء کی نیت سے نہ ہو وہ اغنیاء کو بطور ہدیہ مل سکتی ہے۔ اور جو چیز ضیافت کی نیت سے پکائی جائے اس کا کھانا فقیر اور غنی ہر ایک کو جائز ہے۔ جیسے بزرگان ہند کے عرسوں میں ہوتا ہے۔ **مسئلہ**۔ اور اگر کسی شخص نے ایصال ثواب کی نذر تو نہیں مانی مگر بلا نذر تبرع اور عنایت اور احسان کے طریق پر میت کی فاتحہ دلوانے کے لیے کھانے کی اشیاء مہیا کی گئی ہوں ان کھانے کی اشیاء سے جس قدر خود کھائے گا یا اپنے اہل و عیال کو کھلائے گا اس کا ثواب میت کو نہ پہنچے گا ہاں اس کا مواخذہ بھی نہ ہوگا۔ اور ایسی صورت میں اغنیاء کو بھی اس کا دینا جائز ہے۔

مسئلہ۔ نذر شرعی چند قسم است۔ نذر مطلق چوں نذر صوم بلا تعیین یوم و نذر مقید چوں صوم جمعہ و بلا شرط چوں نذر صوم ہائے مذکورہ و صلوٰۃ نفل دوگانہ و بشرط برآمدن حاجت چنانچہ کسے بر خود نذر خدا بشرط شفاء بیمار ملتزم کند یا نذر حق سبحانہ و تعالے و ثواب او بروح بعضے بزرگان اموات بلا شرط خواہ بشرطے متعین کند چنانچہ بگوید ایں قدر طعام برائے نذر خدا و ثواب او بروح غوث الاعظم قدس سرہ مقرر کردم و ہمچنیں بگوید بشرط برآمد حاجت نذر خدا و ثواب بروح فلانے متعین کردم۔ ایں ہمہ نذر مشروع اند واجب الادا۔

مسئلہ۔ نذر شرعی چند قسم ہے :۔

۱۔ نذر مطلق مثل نذر روزہ کے تعیین دن کے سوا۔

۲۔ نذر مقید مثلاً نذر روزہ یوم جمعہ۔

۳۔ بلا شرط مثل نذر روزہ ایام مذکورہ و نماز دوگانہ۔

۴۔ مع شرط حاجت پوری ہونے کے جیسے نذر خدا تعالے بشرط شفاء بیمار یا نذر اللہ تعالی اور ثواب بروح غوث اعظم مقرر کرے اور کہے کہ اگر میری حاجت پوری ہوگئی تو یہ چیز مثلاً گائے نذر خدا اور ثواب فلاں بزرگ کو ہدیہ کروں گا۔ یہ سب اقسام مشروع ہیں۔ اور واجب الادا ہیں۔

بازدر ہماں فوائدے نویسد مثال دیگر از رُوئے کُتب حدیث چوں مشکوٰۃ شریف وغیرہ بعلم مے آید کہ قومے از کفار نو مُسلم کہ ہنوز احکام اسلام را خوب ماہر نبودند گوشتِ ذبیحہ بطور ہدیہ بخدمت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرستادند جناب ممدوحہ مکرمہ بہ قرائن عقلیہ کہ طریقہ ذبح شرعی خوب نے دانستند در تناول آن گوشت تامّل فرمُودند۔ آخر از جناب آں حضرت علیہ السلام استفسار فرمُودند۔ ارشاد شد بگو بسم اللہ و بخور آں گوشت را علما شراح حدیث درآں مقام نوشتہ اند۔ خلاصہ اش آں کہ عمل و فعل مسلم برامر نامشروع یقیناً معلوم نشود نباید کرد۔ بالجملہ مادام از حال نیت یقیناً بزبانی ذابحان بقرہ منذورہ معلوم نشود وبھوگ جان جانور بتقرب آں بزرگ اثبات نہ رسد از راہِ قرائن حکم بحرمتِ او قطعاً نباید ساخت اما تقوی چیزے دیگر است لاکلام فیہ وآں چہ در حدیث شریف دع ما یریبك الخ وارد است امر و در مقام برائے استحباب است نہ برائے وجوب واللہ اعلم انتہی۔ موضع الحاجۃ۔ از تامّل آنچہ نوشتہ شد بر ناظر مخفی نماندہ باشد کہ در حیوان منذورہ برائے اولیاء تشہیر و انتساب او بنام او شاں موجب حرمت شدہ نے تواند و نیز ذبح او را از قبیل ذبح للتقرب الی غیر اللہ شمردہ حرام گفتہ نے تواند و ہم چنیں اطلاق لفظ نذر او را حرام نے گرداند لما عرفت فی الابواب الثلاثۃ آرے مسلم را از اطلاق لفظ نذر گو معنی عرفی مُراد داشتہ باشد اجتناب باید۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم۔

فوائدِ بُرہانیہ میں پھر فرماتے ہیں ایک دُوسری مثال کُتب حدیث مثل مشکوٰۃ شریف وغیرہ سے لکھی جاتی ہے۔ ایک قوم کفار نے اسلام قبول کیا ابھی تک اُنہوں نے احکامِ اسلام میں مہارت پیدا نہ کی تھی۔ اُنہوں نے گوشت ذبیحہ بطور ہدیہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ارسال کیا جناب ممدوحہ مکرّمہ رضی اللہ عنہا نے اس گوشت کے تناول میں تامّل فرمایا۔ اِس لیے کہ قرینۂ عقلی (ان کی عدم مہارت احکامِ شرعیہ میں) اس کا مؤید بنا کر آخر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ بسم اللہ پڑھ کر اس گوشت کو کھالو۔ علماء شارحانِ حدیث اس مقام میں لکھتے ہیں اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ مُسلمان کے عمل کو ناجائز کام پر محمُول نہ کیا جائے جب تک کہ یقیناً معلوم نہ ہو کہ اِس مُسلمان سے نامشروع کام صادر ہوا ہے۔ خلاصہ کلام جب تک کہ نذر کرنے والوں کی نیت کا حال اُن کی زبان سے معلوم نہ ہو لے۔ اور جانور کی جان کا بطور بھوگ ہونا اس بزرگ کے تقرب کے لیے ہونا قطعاً ثابت نہ ہو جائے محض قرائن سے حکمِ حرمت ذبیحہ منذُورہ کا نہیں دیا جاسکتا۔ ہاں احتیاطاً دُوسری چیز ہے۔ اور حدیث شریف میں جو وارد ہے کہ شک کو چھوڑ کر ایسا طریقہ اختیار کرو جس میں شک و تردّد نہ ہو۔ استحباب کے لیے ہے نہ وجُوب کے لیے۔ اگر کوئی تامّل اور تفکّر سے کام لے گا تو اس تحریر سے جو اُوپر لکھی گئی ہے دیکھنے والے کو واضح ہو جائے گا کہ جو جانور اولیاء اللہ کی نذر کیا جاتا ہے اُس کا انتساب اور تشہیر اس بزرگ کے نام پر اس کے حرام ہونے کا مُوجب نہیں اور نہ اُس کی ذبح کو ایسی ذبح قرار دیا جاسکتا ہے جو غیر اللہ کے تقرب اور تعبد کے لیے ہوتی ہے اور حرام ہوتی ہے۔ اور اسی طرح اطلاق نذر مُوجب حُرمت نہیں ہوسکتا جیسا کہ پہلے تین ابواب سے معلوم ہو چکا ہے۔ ہاں مسلمان کے لیے لفظ نذر کے اطلاق سے پھر بھی پرہیز کرنا چاہیئے اگرچہ معنے عُرفی ہی مُراد ہوں۔ واللہ اعلم۔

---

[1] حضرت موؔلف کی یہ نصیحت قابلِ غور ہے کہ نذر کا لفظ فقط نذر برائے خدا بولا جائے اور جو طعام وغیرہ ایصالِ ثواب کے لیے ہو اُسے ہدیہ شکرانہ کہا جائے تاکہ ہر اختلاف سے محفوظ رہے۔